دفترِ غم و الم کا ہے داستانِ محبوب
ہر لفظ اس کا آہ و فغانِ محبوب

ارمغانِ محبوب

مجموعۂ دردِ دل جنابِ قیس محبوب

نتیجۂ فکر احمد علی محبوب

ن اعمال سے اخلاق و کرم سے محبوب۔ یاد آتا ہے بشر بعد فنا یاد رہے

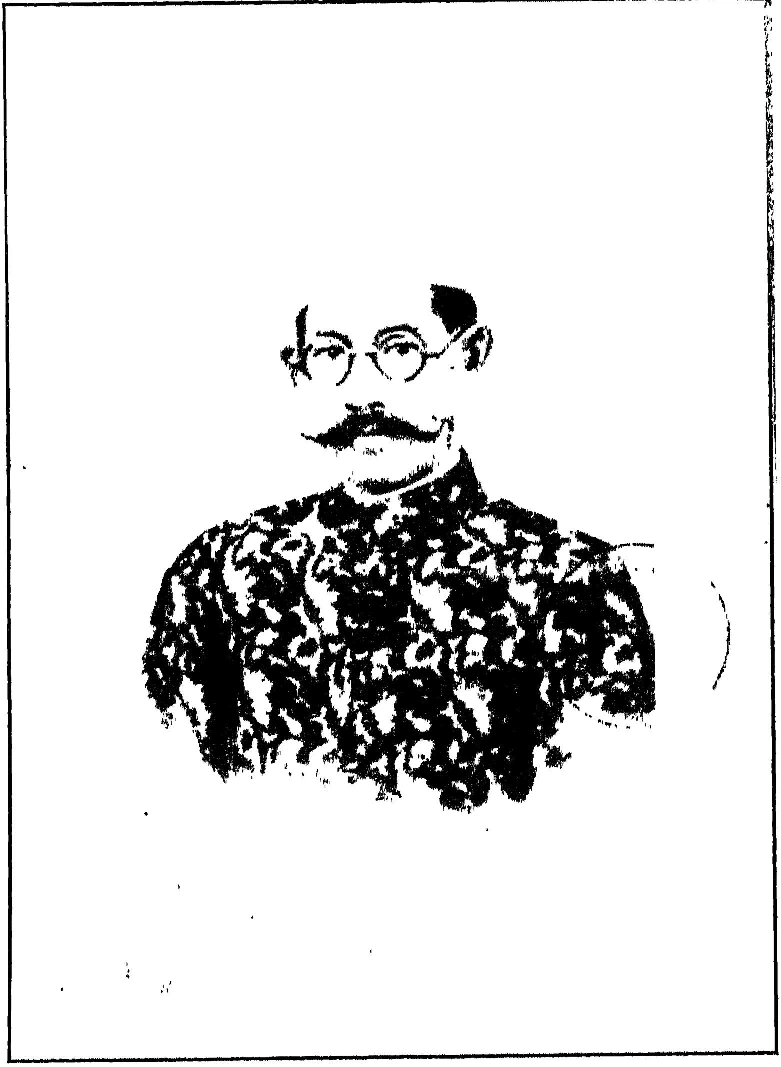

پتہ کیا مٹنے والوں کا ملے محبوب دنیا مین
نشان باقی نہ ہونا ہی نشان ہے بے نشانی کا۔

رائے محبوب راج "محبوب"

خلف اصغر راجہ گردھاری پرشاد بنسی راجہ "باقی"

اوّل

رباعیاتِ حمد

مصنّفۂ راجہ نرسنگھ راج بہادر عالیؔ

یا رب جو کہوں منہ سے سخن تیرا ہے
سب جسم ترا اور دہن تیرا ہے
اِن مصر کے رنگ اور یہ گلہائے عجیب
یا رب تیرے ہیں سب چمن تیرا ہے

(۲)

مسکین بیکس کا ہے سہارا مولےٰ
ہے ڈوبنے والوں کا کنارا مولےٰ
عالیؔ کا یہی ہے اعتقادِ راسخ
گر دکھ بھی تو دے۔ تو ہے ہمارا مولےٰ

(۳)

پوشیدہ ہے گو جلوہ عیاں تیرا ہے
کثرت ہو کہ وحدت ہو نشاں تیرا ہے
کس کے دل میں نہیں ہے تیرا مسکن
کس کے لب پر نہیں بیاں تیرا ہے

(۴)

میں وصف کروں کس سے زباں تیری ہے
اور دی ہوئی طاقت بیاں تیری ہے
عالیؔ کا خداوند ہے دل کا مالک
تن تو نے دیا ہے تن میں جاں تیری ہے

مرثیہ برادر

مصنفہ

راجہ نرسنگھ راج بہادر عالیؔ

یہ دھن کوچ کی دل میں کیسی سمائی
دیا مجھ کو بے وقت داغِ جدائی
مری کونسی بات تم کو نہ بھائی
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲)

وہ حسن جوانی وہ شانِ برادر
مجسم محبت وہ جانِ برادر
سناؤں کسے داستانِ برادر
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳)

تھی صورت بہت بھولی بھالی تمہاری
محبت تھی سب سے نرالی تمہاری
وہ تصویر کس نے چھپا لی تمہاری
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴)

معاون تھے بالذات بچپن سے میرے　　رہے پاس دن رات بچپن سے میرے
دیئے ہاتھ میں ہاتھ بچپن سے میرے　　مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۵)

مجھے ایک بس اپنا تم جانتے تھے　　بجائے پدر مجھ کو گردانتے تھے
مری بات ہر وقت تم مانتے تھے　　مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۶)

تمھاری مروت کا قائل جہاں ہے　　تمھاری شرافت ہر اک پر عیاں ہے
تمھاری محبت کا ہر جا بیاں ہے　　مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۷)

نہ ہمت تمھاری میسر کسی کو　　نہ جرأت تمھاری میسر کسی کو
نہ الفت تمھاری میسر کسی کو　　مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۸)

فدائے سخن اور سخن سنج تھے تم　　شرافت کے اک بے بہا گنج تھے تم
شریکِ غم و راحت و رنج تھے تم　　مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۹)

تری جان سے مطمئن جان میری — محبت پہ تھی جان قربان میری
بجز تیرے باقی نہیں شان میری — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۰)

علالت میں میری نہ سوئے کبھی تم — محبت سے چھپ چھپ کے روئے کبھی تم
تو پاس آ کے یہ اشک دھوئے کبھی تم — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۱)

ثنا گو تھے تم شاہ عثماں کے دائم — وفاداری و جاں نثاری پہ قائم
متنفر تھا اُس سے کرے جو جرائم — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۲)

ہے ایوان شاد و مجلس سخن کی — یہ کہتے تھے ہے قدر یاں اہل فن کی
بتاؤ کہ اب سیر ہے کس چمن کی — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۳)

ہمیشہ قضا کو کیا یاد تم نے — کیا جلد یوں خود کو آزاد تم نے
کسی کی سنی کچھ نہ فریاد تم نے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۴)

بخار آہ زہریلا آیا تھا کیسا — طبیبوں کو جس میں ہوا تھا دھوکا
پیام اجل آگیا وا دریغا — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۵)

طبیعت بگڑ کر سنبھلنے لگی تھی — نہ تھی پہلے پھر نبض چلنے لگی تھی
ہوئی سیدھی گردن جو ڈھلنے لگی تھی — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۶)

تھے صحت کی امید میں سب اطبا — یہی جانکر خوش تھے سارے اعزا
نہ جانبر ہوئے تم نہ نکلی تمنا — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۷)

دواؤں نے اپنا اثر کچھ دکھایا — کئے ڈال ورجیٹ کچھ کام آیا
بڑوں کی نہ نیکی نے تم کو بچایا — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۸)

مہینہ تھا بھادوں کا تعطیل بھی تھی [illegible] — قضا نے کیا آکے کس طرح بیکس
یہ کردیتی ہے سب کو مجبور و بے بس — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(١٩)

تھی تاریخ چوتھی مہینہ تھا آبان
سن و سال چالیس فصلی کا مہماں
ہوا پنجشنبہ کو رحلت کا ساماں
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٢٠)

ہلالی ربیع دوم کا مہینہ
تھی چھبیسویں اس کی تاریخ اے وا
جدائی کی ساعت ہوئی ساڑھے گیارہ
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٢١)

ترا نام محبوب جس نے رکھا تھا
وہ محبوب تھا جان ملک دکن کا
تو عالم کا محبوب کیونکر نہ ہوتا
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٢٢)

یہ افسوس تھا گیارھویں کا مہینہ
خدا کے وہ محبوب دیں کا مہینہ
مقدس ہے یہ روز دیں کا مہینہ
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(٢٣)

تمھیں نام کی لاج کیسے پڑی تھی
مگر ہے غضب موت سر پر کھڑی تھی
جدائی کی وہ پیش نازک گھڑی تھی
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۴)

امیدوں پہ افسوس ہے خاک ڈالی جدائی کی یہ طرح تم نے نکالی
کہ خود چھپ رہے اپنی صورت چھپا لی مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۵)

مجھے داغ غم دے کے ایسا رلایا کہ اب جسم گھلتا ہے اپنا پرایا
مصیبت پہ میری ترس کچھ نہ آیا مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۶)

ترے لب پہ یوں تو ہمیشہ ہنسی تھی دم مرگ پر ہائے کیا بے بسی تھی
عزیزوں میں کیا جان تیری پھنسی تھی مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۷)

محبت میں کیسی دغا دے گئے تم تمنائیں دل میں سبھی لے گئے تم
ہمیں چھوڑ کر پاس کس کے گئے تم مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۸)

تمہاری سعادت سے خوشدل تھی مادر بہت تم سے خوش تھے پدر اور برادر
تمہارے تھے شیدائی زن اور خواہر مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۲۹)

تمہیں بوڑھی ماں ہی کا کچھ پاس آیا — نہ بچوں کا بیوی کا کچھ پاس آیا
نہ بدبخت بھائی کا کچھ پاس آیا — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۰)

جنگل اور گڑھ کو تم نے بھلایا — تمہیں وشنو شنکر نہیں یاد آیا
نہ کرپا نہ دھرما نہ یا دائی بابا — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۱)

لگائے شجر حیف پھل بھی نہ کھائے — جوانی کے ارماں نکلنے نہ پائے
گئے تم ترپتے ہیں اپنے پرائے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۲)

ہمیشہ رہے یاد نرہر کی کرتے — رہے شیام اور رام کا دم ہی بھرتے
انہی کا وظیفہ پڑھا مرتے مرتے — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۳)

جو بگڑا تھا گھر اب سنبھلنے لگا تھا — یہ باقی کا گلزار پھلنے لگا تھا
زمانے کو تھا رشک جلنے لگا تھا — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۴)

کسے اپنے دل کی میں حالت دکھاؤں — کہانی کیسے اپنے غم کی سناؤں
ہیں اب روٹھی قسمت کو کیونکر مناؤں — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۵)

تمھیں ہم تو روتے ہیں تم ہنس رہے ہو — کہ بیکنٹھ میں جا کے اب بس رہے ہو
ہمیں غم کی زنجیر میں کس رہے ہو — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۶)

تو زندہ تھا زندہ دلوں میں ہمیشہ — تری روشنی محفلوں میں ہمیشہ
میں تیرے بن ہونگا اب بیکل یونہیں ہمیشہ — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۷)

تم ہو دل کے مالک و راج اٹھو — ڈھلا دن بہت سو چکے آج اٹھو
تمھیں یاد کرتے ہیں مہاراج اٹھو — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۸)

زباں بند کرکے کہاں سو گئے ہو — مروت سے کیوں منحرف ہو گئے ہو
کہاں ڈھونڈوں تم کو کہاں کھو گئے ہو — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۳۹)

گھٹایا محبت کو اتنا بڑھا کر   ملا خاک میں مجھ کو جلوہ دکھا کر
گلے سے مرے پھر لپٹ جا تو آ کر   مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۰)

عزیزوں سے منہ موڑ کر چل بسا تو   اکیلا مجھے چھوڑ کر چل بسا تو
مری آس کو توڑ کر چل بسا تو   مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۱)

میں کس سے کروں تیری فریاد بھائی   سناؤں کسے تیری بیداد بھائی
تری یاد کر دے گی برباد بھائی   مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۲)

بتائے کوئی ایسا بھائی کہاں ہے   اگر بھائی ہو بھی فدائی کہاں ہے
فدائی جو ہو دلربا بھی کہاں ہے   مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۳)

مجھے کون اب بھائی کہہ کر پکارے   لگائے گا اب کون مجھ کو کنارے
میں زندہ رہوں ہائے کس کے سہارے   مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۴)

نہیں قوت بازو اب کیا کروں میں — جیوں کچھ دنوں یا تڑپ کر مروں میں
نہیں صبر کی سل کہ دل پر دھروں میں — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۵)

کہاں جا کے ذکر تباہی کروں گا — میں قسمت کی کیا داد خواہی کروں گا
میں کیا جی کے اب یا الٰہی کرونگا — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۶)

کبھی سر کو ٹکرا کے میں پھوڑتا ہوں — کبھی غم کی شدت سے دم توڑتا ہوں
ملے تو تو دنیا کو میں چھوڑتا ہوں — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۷)

میں تقدیر کے بل پہ اب جی رہا ہوں — لہو کے فقط گھونٹ میں پی رہا ہوں
جدائی کے زخموں کو یوں سی رہا ہوں — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۴۸)

خدا دے اگر ایسا بھائی کسی کو — دکھائے نہ اسکی جدائی کسی کو
نہ دے درد بے اعتنائی کسی کو — مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۱۳۰) ۸۳/۱۰

(۴۹)

جو ہونا ہے ہوتا ہے کیا پیش کیا کم
مگر مجھ کو اس بات کا ہے بڑا غم
ملو گے نہ ہم سے کہاں تم کہاں ہم
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

(۵۰)

مرے دوست احباب سن لیں کہا ہے
یہ عالیؔ کے مجروح دل کی صدا ہے
یہ محبوب کا ماتمی مرثیا ہے
مرے پیارے بھائی مرے پیارے بھائی

نوحہ برادر

مصنفہ

ایضاً

مرے پیارے بھائی نے دل بھلا کر
امیدوں کی کشتی کو میری ڈبویا
اگر پیارے بھائی تھی مجھ سے محبت
تمھیں پاس اس کا ذرا بھی نہ آیا
جو امید ہوتی چلے آؤ گے تم

کیا کوچ اس خلق سے ہاتھ اٹھا کر
غم و ہم کے دریا میں تم نے بہا کر
ہنسانے کے بدلے گئے کیوں رلا کر
کہ وعدے کئے کیا تھے تم نے جتا کر
تمھیں ڈھونڈھتا اپنی آنکھیں بچھا کر

نہ آیا تجھے رحم اے مرنے والے ۔۔۔ ہوا خاک تو ہم کو زندہ جلا کر
بہت سی امیدیں تھیں وابستہ تم سے ۔۔۔ گئے سبز باغ ایسے اپنے دکھا کر
مرے دل کی رنجش کو تم نے مٹایا ۔۔۔ گئے روٹھ خود حیف مجھ کو منا کر
نہ محبوب سا بھائی ہوگا جہاں میں ۔۔۔ فدا ہو گیا ہائے خود کو مٹا کر
وہ مرقد کے اشعار اب کٹ پھٹ گئے ۔۔۔ رلایا تھا تم نے جو سب کو سنا کر
تو عینی برادر تھا محبوب بھائی ۔۔۔ نظر کھا گئی کس کی یوں قہر ڈھا کر
مرے پوچھنے والے جب ہو نہیں ۔۔۔ گیا چھین ہم سے کس طرح منہ چھپا کر
محبت کا پتلا کہیں تجھ کو کیونکر ۔۔۔ بڑے بھائی کو مار ڈالا جلا کر
جو مرنا تھا پھر کیوں محبت بڑھائی ۔۔۔ گھٹایا محبت کو تو نے بڑھا کر
ترے دوست دشمن تجھے چاہتے تھے ۔۔۔ کہ رکھا تھا دنیا میں سب کو بنا کر
مرے زخم دل کیلئے کچھ نہ چھوڑا ۔۔۔ محبت کا نایاب مرہم بنا کر
یہ کہنا ترا میں نہ بھولوں گا بھائی ۔۔۔ اٹھانا نہ ہرگز مجھے تم سلا کر
ترا ساتھ کھانا ترا ساتھ رہنا ۔۔۔ میں زندہ رہوں ولسے کیونکر بھلا کر
مرے دلکو بہلاتا تھا تو ہمیشہ ۔۔۔ کبھی یہ سنا کر کبھی وہ سنا کر

مجھے زیست کی کچھ بھی خواہش نہیں ہے
کہا تو نے مہراج کو یہ سنا کر

نظر پھیر لی تم نے سارے جہاں سے
رسیلی وہ آنکھیں کفن میں چھپا کر

نظر پھر نہ آئی وہ صورت تمہاری
کہاں لے گئے لوگ نہلا دھلا کر

دغا بھی جو دینا تھا کہہ دیتے مجھ سے
بچھڑنا نہ لازم تھا مجھ کو ستا کر

ترس بھی تجھے بوڑھی ماں پر نہ آیا
گیا آٹھ آٹھ آنسو اس کو رلا کر

بڑے ناز سے تجھ کو جس ماں نے پالا
اسی کو دیا داغ یہ قہر ڈھا کر

تری بیوی کا حال کیسا برا ہے
ذرا رحم کرتا تو اپنی تو آ کر

ترے چھوٹے بچے بلکتے ہیں تجھ بن
گیا کس طرح ان کو دل سے بھلا کر

بھروسہ یہ کس کے ہے بچوں کو چھوڑا
کہ خود مٹ گیا تو یہ نقشہ جما کر

تمہارے لیے کب یہ زیبا تھا بھائی
اکیلا مجھے چھوڑ جانا رلا کر

ترے واسطے کرتا جو مجھ سے ہوتا
سمجھتا جو یہ تو پھر آئے گا جا کر

تجھی نے دیا ہے مجھے درد فرقت
تو ہی بھائی اس رہ کی ابتدا کر

مرے سامنے مرنے کو جو کہا تھا
گیا ہائے تو مجھ کو وہ دن دکھا کر

کہیں کا نہ رکھا مجھے تو نے بھائی
محبت کا یوں اپنی بندہ بنا کر

اجل لے گئی اے وفادار بھائی
مجھے کاش تو اپنے ہمراہ لیتا
وہاں جا کے بھی بھائی مجھ کو نہ بھولو
پکاروں کسے کہکے میں پیارے بھائی

سبق بے وفائی کا تجھ کو پڑھا کر
تو میں سرخرو ہوتا دنیا میں آکر
گلے سے لگا لو مجھے اب بلا کر
کہوں کس سے امداد مجھ کو عطا کر

تو عالی کی سن عرض اے میرے مولیٰ
اُسے قید رنج و الم سے رہا کر

نوحہ دیگر

مصنفہ

ایضاً

وہ عالی گہر پیارے محبوب راجہ
بہت میری آنکھوں نے ڈھونڈا تمہیں بھی
میں شیدا تمہارا ہوں کیوں ہو گئے تھے
میں زندہ ہوں لیکن ہے حالت یہ جیسے

وہ فرخ سیر پیارے محبوب راجہ
نہ آئے نظر پیارے محبوب راجہ
خفا اسقدر پیارے محبوب راجہ
نہیں تن پہ سر پیارے محبوب راجہ

ہمیں چھوڑکر اب کیا ہے یہ تم نے — کہاں کا سفر پیارے محبوب راجہ
ہمیں سے تھی الفت ہمیں سے محبت — ہمیں سے حذر پیارے محبوب راجہ
دگر سب کو سمجھا تھا تیرے لئے میں — تو ہی تھا جگر پیارے محبوب راجہ
فرشتہ تھا تو تیری لیاقت تھی اعلے — نہ تھا تجھ میں شر پیارے محبوب راجہ
محبت تری دھوکا دیگی یہ ہم کو — نہیں تھی خبر پیارے محبوب راجہ
بہت سادگی تھی تری زندگی میں — نہ تھا کرّو فر پیارے محبوب راجہ
نہ بھولونگا تیری محبت کی باتیں — کبھی عمر بھر پیارے محبوب راجہ
جدائی میں تیرے نہیں ہائے رکتے — مرے اشک تر پیارے محبوب راجہ
تڑپتا ہے بدبخت بھائی تمہارا — کرو اک نظر پیارے محبوب راجہ
زمیں سخت اور آسماں دور مجھ سے — میں ڈھونڈوں تم کدھر پیارے محبوب راجہ
کرو زندگی کا مری فیصلہ تم — ادھر یا ادھر پیارے محبوب راجہ
مرے نوحۂ غم کا تم پر ذرا بھی — نہیں کیوں اثر پیارے محبوب راجہ
زباں پر مری ورد بس نام تیرا — ہے شام و سحر پیارے محبوب راجہ
مجھے کہتے میں چھوڑ دیتا جہاں کو — تھے ناراض گر پیارے محبوب راجہ

ترے ساتھی صرف انسان نہیں ہیں
ہیں دیوار و در پیارے محبوب راجہ

تجھی کو سمجھتا تھا میں گھر کا مالک
یہ کس کا ہے گھر پیارے محبوب راجہ

نہ دولت رہی اور نہ دولت کے مالک
رہا کس کا زر پیارے محبوب راجہ

نہیں کرتے باور ترے دوست اب تک
گیا تو گذر پیارے محبوب راجہ

ترے دم سے جو ہو رہا تھا سہانا
وہ سونا ہے گھر پیارے محبوب راجہ

فقط تو ہی تو مجھ کو آتا نظر ہے
میں دیکھوں جدھر پیارے محبوب راجہ

مری لے خبر گر ہے دل سے محبت
نہ تاخیر کر پیارے محبوب راجہ

سفر کرنے میں ہم سے کی تم نے سبقت
ہوئے راہبر پیارے محبوب راجہ

دوا کچھ نہ دی تم نے پر عمر بھر کو
دیا دردِ سر پیارے محبوب راجہ

دعائیں مرادیں جہاں بھر کی تجھکو
ہوئیں بے اثر پیارے محبوب راجہ

سبھی بزم میں ہیں اعزّا احبّا
نہیں تم مگر پیارے محبوب راجہ

کسی نے کہا بھی نہیں عمر تیری
ہے یوں مختصر پیارے محبوب راجہ

گئی میری طاقت گئی میری ہمت
ہوئے بال پر پیارے محبوب راجہ

تمہارے سوا لاؤں اب میں کہاں سے
کوئی چارہ گر پیارے محبوب راجہ

تجھے رحم کچھ بھی نہیں ہائے آتا — مرے حال پر پیارے محبوب راجہ
بتا کتنے عرصہ کی محنت سے تو نے — ہم کی یہ سیر پیارے محبوب راجہ
ترے ایک جانے سے گھر بھر کی حالت — ہے زیر و زبر پیارے محبوب راجہ
ترے بیوی بچے تجھے جیتے یہاں تو — تری آس پر پیارے محبوب راجہ
نہ رکھوں عقیدہ کروں یا بھروسہ — کسی قول پر پیارے محبوب راجہ
میں کرتا نہیں چھوٹے بچوں کی خاطر — کبھی چشم تر پیارے محبوب راجہ
گذر کر دکھایا سبھی کو کہ دیکھیں — یہ ہے رہگذر پیارے محبوب راجہ
میں سمجھا تھا تیری محبت رہیگی — بہت بے ضرر پیارے محبوب راجہ
یہ دکھلایا تو نے نہیں ساتھ دیتے — برادر، پسر پیارے محبوب راجہ
جو تھی زندگی تجھ سے پُر امن و راحت — ہوئی پر خطر پیارے محبوب راجہ
اودھر جا کے کیوں سب کو تڑپا رہے تو — ادھر آ ادھر پیارے محبوب راجہ
گیا تو تو خوش چھوڑ کر جاں میری — مصیبت کا گھر پیارے محبوب راجہ
مری آہ سے کانپتا تھا فلک بھی — نہیں اب اثر پیارے محبوب راجہ
ہیں برگ و گل و شاخ تیرے بہا پر — نہیں اک شجر پیارے محبوب راجہ

نہ امید تھی جاؤ گے تم یہاں سے ورے پیشتر پیارے محبوب راجہ
اجل کے مقابل تمہیں سب نے دیکھا تھے سینہ سپر پیارے محبوب راجہ
جدائی کا تیری لگا ہائے نشتر رگ قلب پر پیارے محبوب راجہ
کرو چین جنت میں تم۔ اور تڑپوں یہاں خاک پر پیارے محبوب راجہ
دوا کون دے تیری فرقت میں مجھ کو ہے درد جگر پیارے محبوب راجہ
ملے جن سے تم انکی تسخیر کرلی تھے جادو نظر پیارے محبوب راجہ
فدائی تھے مالک کے تم خاندانی فدا ملک پر پیارے محبوب راجہ
شب غم تو کٹتی نہیں رو رو کے کہاں ہے سحر پیارے محبوب راجہ
نہیں بحر عالم میں تابندہ اب تو وہ روشن گہر پیارے محبوب راجہ
شجر دیکھنے کو ہرا ہے بھرا ہے نہیں بارور پیارے محبوب راجہ
دکھاؤ ذرا مجھ کو صورت پھر اپنی کہ ہر مو کدھر پیارے محبوب راجہ
ترا نوحہ سنکر کہاں تاب لائے کسی کا جگر پیارے محبوب راجہ
مرے درد دل کا بڑا تھا فسانہ کیا مختصر پیارے محبوب راجہ
میں سب جانتا ہوں نہیں مانتا دل ہے عالی بشر پیارے محبوب راجہ

رباعیات

مصنفہ

(ایضًا)

بھائی سے اگر دل کو لگایا تو نے
دھوکا عالیؔ بڑا یہ کھایا تو نے
سچ ہے کہ محبت کا ہے انجام برا
اُس کا صلہ درد و غم ہی پایا تو نے

(۲)

سمجھے تھے شریک کار بھائی ہوگا
معلوم نہ تھا کہ جدائی ہوگا
تقدیر پلٹ جائیگی اپنی عالیؔ
کچھ اور ہی منشائے الٰہی ہوگا

(۳)

چھوٹا مرا محبوب پیارا بھائی بھائی
پاؤں گا کہاں ایسا فدائی بھائی
عالیؔ کو جو آجاتی تو اچھا ہوتا
بے وقت قضا تیری آگئی بھائی

(۴)

جب چاپ خموشی سے گذرنا اچھا
دنیا کا کوئی کام نہ کرنا اچھا
عالیؔ یہ تیری بدنصیبی افسوس
بن بھائی کے جینے سے تو مرنا اچھا

(۵)

پاؤں کہاں محبوب سا یکتا بھائی — مونس ہمدم رفیق شیدا بھائی
ہونے کو تو بھائی ہوئے رہتے ہیں بہت — مشکل سے ملا کرتا ہے ایسا بھائی

(۶)

کس کیلئے ہائے اب میں دنیا میں رہوں — دنیا کے مصائب کو سہوں صبر کروں
عالی جیتا تھا صرف جینے سے ترے — اب دونوں برابر ہیں جیوں یا کہ مروں

(۷)

بازو کا تھا زور میرا پیارا بھائی — تیرا ہی تھا بس مجھے سہارا بھائی
ملتا نہیں ایسا بھائی عالی سب کو — جس وصف کا تھا ہائے ہمارا بھائی

(۸)

تم یاد سے اپنی اب ستایا نہ کرو — غمگیں ہوں میں غضب یہ ڈھایا نہ کرو
عالی کو دیا خواب جہاں میں دھوکا — بہتر ہے کہ خواب میں آیا نہ کرو

سلسلۂ تواریخ

وفات راے محبوب راج محبوب خلف اصغر راجہ گردھاری پرشاد نبسی راجہ محبوب نواز ونت باقیؔ

قطعۂ تاریخ طبع زاد ڈاکٹر راے گوبند پرشاد صاحب احسان ایم ڈی ہومیو (میڈلسٹ) ایم بی ایم سی ایم پی ایچ سی وکیل

در صنعت عجیب و غریب

قضا کرد محبوب راجہ صد آہ	شنیدم یکایک صدائے حزیں
پئے یادگارش چو شد فکر سال	ندا داد از غیب ہاتف چنیں
کہ تو در جہاں خوب داری کمال	عیاں کن ز نامش تو سالِ حزیں
مکن آشکارا ز نام بگو	عجب صنعتے ہست این ہم ببیں
ز نامش تو یک حرف برگیر میم	کہ حرفیست اول بنامش ہمیں

جُداکن توؔ ہ ۔ جؔ از آخرش	پس آنرا بہم زن نتیجہ مبین

نگر سال ہجری زاحسان مپرس
بزن آخریں را تو بر اوّلیں

۹۰ + (۵ + ۳ = ۱۵) = ۱۳۵۰ ہجری

دیگر مصنفۂ ایضاً

قضا کرد افسوس محبوب راج	زاحباب شد جؔ وؔ دؔ وؔ آ
بگو سال فصلی تو احسان یا	زغیب آمد این نؔ وؔ دؔ وؔ ا
از اوّل تو گیری چو یک حرف "م"	از آخر تو دو حرف جؔ وؔ ا

زتا مش گرفتہ تو این سہ حروف
مسلسل بنہ "م" و "ج" و "ا"
۱۳ ف ۰ ہ

دیگر اردو مصنفۂ ایضاً

دکن میں تھے مشہور محبوب راج	کوئی انکی تعریف لکھے گا کیا

مگر ہاں میں کہتا ہوں اتنا ضرور
متانت میں تھے آپ اپنی نظیر
شجاعت میں کم کسی سے نہ تھے
دیانت تھی ایسی کہ بے مثل تھے
حقیقت میں وصف تھا اک کہ
ترقی ادھر اُن کی ہونے لگی
جوانی کے عالم میں ٹوٹا پہاڑ

اونھیں جسنے دیکھا بہت خوش ہوا
لیاقت کا خوب انکی سکہ چلا
فراست میں تھا رنگ انکا نیا
ذہانت تھی ایسی کہ ڈنکا بجا
انھیں چھ گہر نے کیا کیا سے کیا
اودھر اُن کا دشمن فلک بنگیا
قضا نے کیا اُن کو سب سے جدا

ہوئی فکر تاریخ احسان کو جب
تو بس چھ گہر (۲۲۵) کو اکٹھا کیا

۲۲۵ + ۲۲۵ + ۲۲۵ + ۲۲۵ + ۲۲۵ + ۲۲۵

۱۳۵۰ ہجری

قطعہ تاریخ مصنفہ جناب رائے کشن لال صاحب احسن داماد خورد
راجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز ونت باقی

کیا موہنی تھی تم میں جادو نظر تھے تم
محبوب تم دلوں کے تھے اور نیک نام
ہر بات میں تمہارا رہتا ہے بس خیال
سب لوگ چھوٹے تم سے تم سب سے چھٹ گئے

یا نام کے سبب سے محبوب عام میں
تھا کیا اثر الٰہی اِس پیارے نام میں
یاد آتی ہے تمہاری ہر ایک کام میں
پایا ہے تم نے آرام اب فات ام میں

تاریخ دے رہی ہے یہ احسن پتہ ہمیں
محبوب راج تم ہو بیکنٹھ دھام میں
۱۳ ھ ۵۰

قطعۂ تاریخ طبع زاد عالیجناب نواب اختر یار جنگ بہادر اختر مینائی خلف حضرت امیر مینائی مرحوم مغفور

رحلت محبوب نے اک حشر برپا کر دیا
ہر جگر آوگار ہے۔ ہر آنکھ ہے خونبار آج
ہاتھ آیا ایک اختر مصرع تاریخ فوت
اُٹھ گئے بیوقت کیا محبوب دل محبوب راج
۱۳ ھ ۵۰

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب منشی رائے پورن صاحب انتظار خیرآبادی ضلع سیتاپور اودھ - تلمیذ جناب تائب لکھنوی

اپنے کیا غیر بھی - یہ سن کے خبر | صدمۂ دل سے ہو گئے غمگین
بے سر من انتظار لکھو | ہے ہے محبوب راج خلد نشین

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب رائے بالا پرشاد صاحب منتظم دفتر صدر محاسب سرکار عالی

ہوئے محبوب راجا حق سے واصل | بڑے وصاف کے صاحب سخن تھے
لکھی بالا نے یہ تاریخ رحلت | مجسم خوبی اخلاق و گن تھے

۱۳ ۵ھ

تاریخ طبعزاد جناب مولوی محمد عبدالحلیم صاحب بشر حیدرآبادی خلف حضرت مولوی محمد عبدالعزیز صاحب مرحوم برادرزادہ حضرت عاشق علیہ الرحمۃ

تاریخ فارسی

نوجوان فرزند باقی سوے عقبیٰ شد رواں | شاعر نامی امیر خوش وضع نیک بود
با دل محزون بشر تاریخ فصلی زد رقم | رفتہ از دار فنا محبوب راج اہل جود

۱۳۲۰ھ

ایضاً اردو

گئے ہائے دنیا سے محبوب راج
لبشر سال اس سانحہ کا لکھو

فلک تو نے یہ داغ کیسا دیا
صد افسوس محبوب نبے کی قضا

۱۳ ۵۰

ایضاً در نثر در صنعت صوری فصلی معنوی عیسوی

تیرہ سو چالیس فصلی میں محبوب راج جلد فوت ہو گئے

۱۳ ف ۴۰ ۱۹ ۳۱ عیسوی

قطعۂ تاریخ طبع زاد جناب منشی رالاالتا پرشاد صاحب بہار لکھنوی

بوقت اجل نصیب رفت زجہان
از روئے ہجر کن رقم سال بہار

شد خاک بہار نوجوانی صد وائے
افتادہ گل از باد خزانی صد وائے

۱۳ ف ۴۰

قطعہ تاریخ طبعزاد رائے پرتھی راج صاحب بی۔ اے جی انسپکٹر زراعت محبوب نگر
خلف اکبر رائے بالا دور رائے بیکنٹھ باشی منسبہ راجہ گردھاری پرشاد صاحب محبوب نواز ونت باقی

نادر محبتوں کے زندہ نظیر تھے	سہتے ہیں ہم جدائی محبوب راج حیف
کی میں نے غور تاریخ نکلی زبان سے	بیوقت موت آئی محبوب راج حیف
	۱۳ ھ ۵۱

قطعہ تاریخ از نتائج افکار جناب رائے کھنو لال صاحب نائب سرفرازی یا
فتہ نظام سادس دکن خلد آشیان و ٹائیٹل یافتہ تھا منڈل دکب ند
و مالک مطبع بہار اودھ لکھنوائی محلہ

اے سپہر پیر یہ کیسا ستم تو نے کیا	ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا دل عالم کا او بدنہاد
یہ سن اور یہ دن نہ دکھلائے خدا دشمن کو بھی	اُف جوانا مرگ غش آتا ہے آئی جب ہی یاد
پاک صورت نیک سیرت خوش سخن و خوش مزاج	دل کو کرتا تھا مسخر اسکا لطف و اتحاد
کیا گذرتی ہو گی انکی والدہ کی جان پر آہ	خون کے آنسو بہاتا ہوگا قلب نامراد

رام لچھمن کی جگل جوڑی گئی کیسی بچھڑ
ہو گیا پیک اجل ظلم و ستم میں گھناد

صبر دے نرسنگھ راجہ کو خداوند کریم
اٹھ گیا جسکا جوان بھائی وحید الاعتقاد

یہ خبر وحشت اثر جسنے سنی آنسو بھر آئے
غش ہوئے اپنے پرائے و ہیں شیخ و زہاد

انکی بیوی انکے بچوں کی نہ حالت پوچھئے
ہوش جاتے ہیں وہ سین آجاتا ہے جسوقت یاد

آٹھ دن بیمار رہکر سرگباشی ہو گئے
چار آبا نے بیابان کر دیا قصر مراد

وائے قسمت مجھکو بھی یہ غم پڑا ہے دیکھنا
گود کا کھیلا جوان ہو کر کہے یوں خیرباد

واقعی اسکی مشیت سے کوئی چارہ نہیں
اٹھ گئے دنیا سے لقمان و فریدون و قباد

صبر دے مرحوم کے خویش و اقارب کو خدا
ایسے کاری زخم کو ہوگا یہی مرہم مفاد

مصرعِ تاریخ نائب لکھ کہ بے سر ہو گئے
دانش و فیاضی و اخلاق و جود و علم و داد

سمت ۱۹۸۸ بکرم

ایضاً

ہو گیا وہ ہونہار اقبال در سکینہ باشش
قابلوں سے قابلیت کا جو لیتا تھا خراج

نائب مخزون نے لکھا مصرعِ سالِ وفات
وائے دل خلد بریں کو چل بسے محبوب راج

۱۳۴۰ ف

ایضاً

ہے ہے جو ناگہ مرگ قیامت سے کم نہیں
بیساختہ رقم کیا تائب نے سال مرگ

اس سانحہ کو سن کے نہ کیوں سب کا دل بھر آئے
محبوب راجہ خلد نشاں ہائے ہائے ہائے

۱۳۵۰ سنہ

قطعۂ تاریخ طبع زاد از قلم حسرت رقم نادر الشعراء کوی بھوشن منشی رام سہائے صاحب تمنا سرفرازی یافتہ حضور نظام سادس دکن حضور غفران مکان علیہ الرحمہ ایڈیٹر دربار لکھنؤ

افسوس رنج و ماتم و غم کا ہے یہ مقام
محبوب راج راجہ کی رحلت ہے ہائے ہائے
بھائی بڑے جو راجہ نرسنگ راج ہیں
قوت جو میرے بازو کی تھا اُن سے چھٹ گیا
بیوہ جو ہائے روتی ہے ہر وقت سر کو پیٹ
بیکار ہجر لخت جگر میں ہے زندگی

منہ فق ہوا ہے صبح کا گریاں ہے چشم شام
ملک دکن میں نالہ و ماتم میں خاص و عام
حسرت سے اب تو اپنی زباں پر ہے یہ کلام
مشکل ہے اب تو صبر و تشفی کا انتظام
کیوں جلد قصۂ عمر بسر کا ہوا تمام
حیراں ہوں میری موت کا آیا نہ کیوں پیام

باقی کا نام زندہ و باقی جو رہ گیا
پہلے تو سب کو رحلتِ باقی کا رنج تھا
نرسنگھ راج راجہ کو واجب ہے صبر اب
پژمردہ دل نہ کیوں ہو تمنائے زار کا
اس حادثے کی لکھوں میں تاریخ کس طرح

نورِ نظر بھی اُن کا گیا سوئے سرگ دھام
اب اُن کے چھوٹے لڑکے کا صدمہ ہے لا کلام
ماں کو سنبھالیں کام بھی ہے کٹھن بڑا کام
لوٹا اجل نے ہائے جو میوہ ابھی تھا خام
ہجری ہے سال ہجر۔ رہے گا یہ غم مدام

تاریخ لکھ دے تو بھی تمنا بصد ملال
محبوب راج راجہ کی ہے فرقت اب دوام

۱۳ ھ ۵۰

قطعۂ تاریخ طبعزاد غالبِ ثانی مولوی شاہزادہ خضر مرزا بہادر صاحب عرف اختر جان صاحب جگر لکھنوی

کیوں نہ ہو سن کے یہ خبر ہر بشر مغموم تھا
لکھ دیا کلکِ جگر نے مصرعِ سالِ وفات

واقعی یہ روز بد تھا تو نہ دشمن کو دکھائے
یک جوانا مرگ کا گھر گھر ہے ماتم ہائے ہائے

۱۳ ھ ۵۰

تاریخ طبع زاد عالیجناب جلیل القدر حضرت نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل استاد السلطان

ہزار حیف کہ محبوب آج بھی نہ رہے
وہ قصرِ خلق کے روشن سراج بھی نہ رہے

وہ نونہال تھے گلزار راجہ باقی کے
وہ میگسار تھے اُس فن کی قدر ساقی کے

وہ بادۂ سخن جانفزا کے متوالے
مزے بہار معانی کے لوٹنے والے

سخن شناس تھے خوش فکر تھے سخنور تھے
ریاض لطف و مروت کے وہ گل تر تھے

وہ اُنکی صورت دلکش وہ سیر محبوب
وہ انکا حسن تکلم وہ صحبت مرغوب

وفا پرست تھے احباب کے فدائی تھے
دُرِ یگانۂ دریائے آشنائی تھے

ستم ہے آگئی قضا عین نوجوانی میں
کچھ اور دن نہ رہے دار فانی میں

کلیجے ہو گئے اس سانحے سے صد پارہ
مگر مشیت و حکم خدا میں کیا چارہ

جلیل کی ہے یہ تاریخ ناوکِ قاتل
کہ آج دلِ غم محبوب سے ہوا بسمل
۵۰ ھ ۱۳

قطعۂ تاریخ طبع زاد راجپروزمن راج صاحب حسرت حیدرآبادی خلف رائے شنکر لال صاحب

نبیسۂ راجہ باقی مرحوم

تھے صاحب فضیلت اور صاحب ہنر بھی
اور یکسو نکے سر پر وہ چتر آہ تھے

حسرت نے فکر جب کی تاریخ یہ ہوئی
محبوب راج ماموں حکمت پناہ تھے

۱۳ ف ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۰ ۴

اشکِ غم

از جناب کیم جگناتھ پرشاد صاحب حشمت پروپرائٹر دکن پنچ

ملک و ملت کو ترے دم کی بہت احتیاج تھی
آہ اے جانِ شرافت آہ اے محبوب راج

اس جوانی میں ترا دنیا سے کر جانا سفر
خونچکاں آنکھیں ہیں تیری ہی گئے بے ہنگام تم

واسطے احباب کے ہے باعث حزن و بکا
موت کی آغوش میں افسوس سو جانا ترا

گو نہیں تجھ میں ابھی تک کس کے منہ سے کا نہیں
وہ ترا زور تخیل وہ اچھوتی بندشیں

تیرے پہلو میں نہاں تھا اک خزانہ درد کا
منبع اوصاف تھا تو پیکر اخلاق تھا

تیرے دل کے آئینہ میں جو ہر نایاب تھے
کر دیا حسن کو مجلی اور فیض شاد نے

کس نے دیکھا تھا نوشتہ خامۂ تقدیر کا
تو یکا یک سطح ہو جائیگا ہم سے جدا

دیکھ حشمت مرگ بے ہنگام عبرت خیز ہے
کس قدر دنیا کا ہر ذرّہ فنا انگیز ہے

قطعات تاریخ طبعزاد جناب ایشن سنگھ صاحب شیر جید آبادی مصنف سنہرا دل و مکاتبات عشق وغیرہ

قطعہ

باد خزاں سے گل ہوئی شمع حیات
دنیا سے اپنے گھر گئے محبوب راج

خوشتر نے لکھا کر کے غم یوں فریاد زار
افسوس رحلت کر گئے محبوب راج

۱۳۵۰ھ

وله بہ صنعت ضرب

مرگ محبوب راج نے اس سال
کوہ غم قلب پر گرایا ہے

تو رہے اور نوجوان مریں
اے فلک کب یہ تجھ کو زیبا ہے

راجہ پرسنگراج ہیں بہ شدت
قہر تازہ جو تیرا ٹوٹا ہے

آہ فصل بہار میں تو نے
رنگ دورِ خزاں دکھایا ہے

ٹیس سی ٹیس ہے کلیجہ میں
درد سا درد دل میں اٹھا ہے

آہ کس عالمِ جوانی میں
بھائی نے داغ غم دکھایا ہے

"موت" اور وہ بھی - نوجوانی موت
جتنا غم ہو الٰہی تھوڑا ہے

سالِ رحلت جو انکا ہاتف نے
نفس سرد بھر کے پوچھا ہے

تلک نے پانچ بار اے خوشتر
"آہ محبوب راج" - لکھا ہے

۲۶۸ × ۵ = ۱۳۴۰ ف

سنہ ۱۳۴۰ ف

قطعہ تاریخ طبع از جناب مولوی سید رحمت اللہ صاحب خوشتر

چاہتوں کو چاہنے کی عادت بھگوا ہے
میں جوانا مرگی محبوب پر گریاں فضول

سنہ ۱۸۵۳ شکے

اور قربت چاہتوں کی راحت بھگوان ہے
جلد تر ملے ہیں وہ جنکو چاہت بھگوان ہے

سنہ ۱۳۵ ہجری

قطعہ تاریخ طبع زاد جناب مولوی سید حسن صاحب ذوقی حیدرآبادی ملازم محکمہ نظامت ٹپہ سرکار عالی

تو محبوب راجہ تھا مطلوب راجہ
کہا کلک ذوقی نے یہ سال رحلت

ادا تیری ہر اک تھی مرغوب راجہ
کہ دل پہ ہوا داغ محبوب راجہ

۱۳۵۰ھ

یادِ مرحوم

از جناب رائے رائے پتی راج صاحب تسکین رفیق لا اسٹوڈنٹ نبیرہ داماد راجہ گردھاری پرشاد
محبوب نواز ونت باقیؔ

یک بیک افسوس کیسی گھر پہ آفت آ گئی | قوم پر کیا یاس و حسرت کی گھٹا اب چھا گئی
خود گئے کیا آرزو مند سینکڑوں کی لے گئے | کیا کہیں ہم گھر کی رونق کیا رہی اور کیا گئی
اٹھ گئے محبوب راجہ دار فانی سے حیف | موت کو بھی ان کی صورت اور سیرت بھا گئی
ایسے اچھے بھائی تھے یہ بھائی ہم میں لاجواب | دیکھتے ہی دیکھتے کس کی نظر یوں کھا گئی

ہائے اب جڑ کٹ گئی نخلِ تمنا کی رفیق
جو کلی حسرت کی کھلنی تھی وہی مرجھا گئی

تاریخ نثر جناب رائے رگھونندن راج صاحب حیدرآبادی خلف رائے کشن لال صاحب مرحوم

رائے محبوب راجہ رحلت کرد

۴۰ ف ۱۳

قطعۂ تاریخ طبع زاد جناب بابو جوالا پرشاد صاحب شفق نگم لکھنوی شاگرد جناب نائب لکھنوی

واقعی ہیں سانحہ کا غم کہا جاتا نہیں
حیدرآباد دکن بھر میں بپا ماتم ہے آج

منہ سے بلبل کے سنا یہ نوحہ تاریخ مرگ
چلدیئے بیکسوں کو شب چھوڑ کر محبوب راج

۴۰ ف ۱۳

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب صاحب رائے صاحب فوق حیدرآبادی

کہدیا ہاتف نے یہ تاریخ صوری معنوی
واقعات موت کہدے اے رفیق ہوں بر محل

عمر کی کچھ حد نہیں سمجھے ہیں بوڑھا یا جوان
طے مسافت کرتے ہیں ملک عدم کی خر اجل

کیا خطا تقدیر کی ہے شکوہ تدبیر کیوں
اپنا فعل اپنا ہے دشمن یہ ہے انجام عمل

حبس دم سینہ میں بلغم قبض شد ضعف دل
جمع سامان ہوگیا تھا موت کا بس جانگسل

وید حکما ڈاکٹر سب اپنی اپنی کر چکے
ہاتھ ملکر کہدیا افسوس ہے مرض اجل

آٹھ دن بیمار رہکر داغ دل پر دیگئے
یک بیک محبوب راجہ آنکھ سے ہوکر اوجھل

بیٹا گئے بھائی گئے بابا گئے کہتے ہیں سب
سینہ کوبی کرتے ہیں ماتم کا یہی ماحصل

شان و شوکت لیگئے بیتاب سب کو کر گئے
سو گئے مرگھٹ میں جاکر چھوڑ ایوان و محل

صبر دے پسماندگان کو رحم فرمائے کریم
جز ترے کرتا ہے کون آسان آخری مشکل کا حل

لاکھ ٹالے کب ٹلے جو کچھ بدا تھا ہونہار	اور بدہاتا نے لکھا قسمت میں یہ وزار

چوتھی آبان تخشنبہ تھے جاں محبوب میں
ایکہزار اور تین سو چالیس فصلی ہے اجل

۱۳۴۰ ف

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب راجہ انبر جنگ راجب صاحب ساقی خلف اکبر راجہ سنگم راج بہادر نبیرہ راجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز ونت باقی مرحوم

چچا چھوڑ کر سب کو راہی ہوئے	گئی گھر کی رونق گیا گھر کا تاج
یہ تاریخ ساقی کی ہے واقعی	سخن سنج یکتا تھے محبوب راج

۱۹۳۱ ع

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب مولوی علی محمد صاحب سرور خلف جناب یار حسن صاحب لکھنوی

حیدرآباد دکن میں کیا قیامت آگئی	فرط غم سے ہر کسی کی ہے زباں پر ہائے ہائے
باد دل زار اسکا سال مرگ لکھدو تم سرور	اٹھ گئے محبوب راجہ دل نہ کیسے بیٹھ جائے

۱۳۴۰ ف

قطعۂ تاریخ

قطعۂ تاریخ طبع زاد عالیجناب معلی القاب راجہ راجایان کشن پرشاد مہاراجہ بہادر یمین السلطنت کے سی آئی ای جی سی آئی ای پیشکار و صدر اعظم باب حکومت سرکار عالی المتخلص شاد دام اقبالہ

دیا چاہنے والوں کو غم بلا کا ۔۔۔ جوانی میں موت آئی محبوب راجہ

رہے آٹھ دن صرف افسوس بیمار ۔۔۔ نو رتن خبر پہنچی مجھکو دل افگار

کہ کہتے ہیں عالی یہ فرزند باقی ۔۔۔ کہ محبوب راجہ نے اس دم قضا کی

اچانک جب ایسی خبر مجھکو پہنچی ۔۔۔ کہوں کیا جو حالت ہوئی میرے دلکی

ہوا غم کہ مبہوت سا رہ گیا میں ۔۔۔ بہے اشک آنکھوں سے اور چپ رہا میں

تمہاری جوانی تمہاری محبت ۔۔۔ تمہارا وہ خلق اور علمی لیاقت

ظرافت تھی دل میں جو زندہ دلی تھی ۔۔۔ ہمیشہ لبوں پر تمہارے ہنسی تھی

جو غم بھائی بچوں کو ماں کو ہوا ہے ۔۔۔ ستم بیوہ بیوی کا اس سے سوا ہے

غرض تم میری راجہ بہت خوب یا تھیں ۔۔۔ تھے محبوب دل تم میں محبوبیا تھیں

دِلوں کو لبھانا تمھیں یاد تھا خوب
ہوئی فکر مجھ کو کہ تاریخ لکھوں

حقیقت میں سب کے دِلوں کے تھے محبوب
تھا مغموم میرا بہت قلب محزوں

تو اُس وقت اے شاد ہاتف یہ بولا
دیا آپنے داغ محبوب راجہ

۱۳ ھ ۵۰

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب منشی رائے بنیکا پرشاد صاحب شمس
خلف دیوان رام من لال مرحوم تلمیذ جناب تاب لکھنوی

اِس خبر کو سُن کے رخصت ہو گئے ہوش و حواس
گر پڑے آنسو نظر آنے لگا عالم سیاہ
شمس از روئے اجل تم لکھدو تاریخ وفات
رفت از دار الفنا محبوب راجہ آہ آہ

۱۳ ف ۴۰

قطعۂ تعزیت مصنفہ جناب رائے گوپال کشن صاحب شفیق حیدرآبادی مدرس صدر

کایستھ پاٹھ شالہ حسینی علم حیدرآباد دکن

جوانی میں داغ جدائی دیا
برادر پسر خویش سب چھوڑ کر
یہاں سے روانہ ہوئے غیر وقت
شفیق و رفیق و اعزا سبھی
ستم ہے ستم گو جوانی کی موت
قضائے الٰہی میں چارہ ہے کیا

ہوا کس لئے اتنا برہم مزاج
روانہ ہوئے سوئے فردوس آج
نکالا کہاں کا یہ الٹا رواج
ترستے ہیں صورت کو محبوب راج
مشیت یہی تھی تو پھر کیا علاج
پس اے دل ہے اب صبر کی احتیاج

فریضہ یہی ہے ہمارا شفیق
کریں مغفرت کی دعا حق سے آج

تاریخ طبعزادی جناب رائے لچھمن پرشاد صاحب سکینہ المتخلص بہ صدر لکھنوی

خلف رائے نوبت رائے صاحب مرحوم ساکن محلہ بازار کھاجال وارد دہلی

تاریخ فارسی

چوں پسر اصغر باقی جنت مکاں — شد ز جہاں چارسو یافتہ غمہا رواج
گشت حزیں و مضطرب از پئے تاریخ سال — گفت ز آفاق رفت راجہ محبوب راج

۱۴۰ ف ۱۳

ایضاً فارسی

زجہاں چو ناگہاں شد پسر جناب باقی — ز وفور درد سرہا سنگ و خشت رفتہ
پئے سال اتفاقش بنوشت صدر محزوں — محبوب راج راجہ بسوئے بہشت رفتہ

۳۱ ۶ ۱۹

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب رائے گردھن داس صاحب متخلص بہ ناجر خلف رائے ٹھاکر پرشاد صاحب ناظم مرحوم

اس گئے گزرے زمانے میں فلک — اک غنیمت تھا دمِ محبوب راج
تو نے ایامِ بہاری ہیں مگر — ہم کو دکھلایا غمِ محبوب راج
کیوں نہ ہو اپنے لئے تا زندگی — روح فرسا ماتمِ محبوب راج

کسطرح یہ خامۂ عاجز کرے	آہ اظہارِ غمِ محبوب راج

از سرِ حیف اُسکی تاریخِ وفات
لکھدیا ہے ہے غمِ محبوب راج

۱۳۰۴ ف

قطعۂ تاریخ فارسی طبعزاد نیاز نہا راجہ نرسنگھ راج دہا عالی

از برادر جدا شدم حیف
آمدش چوں قضائے ہنگام
آں مرا بود قوتِ بازو
در محبت نداشت مثل و نظیر
حق تعالے دریں جہاں کس را
از فراق چنیں رفیق عزیز
گفتہ تاریخ ہاتف اے عالیؔ

رفت بر جانِ من ستم بے حد
من کشیدم غم و الم بے حد
مضطر از مرگ او شدم بیحد
باوفا صاحب کرم بے حد
ندہد ہم چنیں الم بے حد
اضطراب ست دم بدم بے حد
راجہ محبوب داغ غم بے حد

۱۳۰۴ ف

قطعۂ تاریخ اردو مصنفہ ایضاً

قضا نے کیا تم کو اپنا نشانا
گدا اور سلطاں گئے جس ڈگر پر
نہ تھا وہم تک یہ کہ آجائیگی موت
نہ حسرت نہ ارمان کوئی دل کا نکلا

جہاں میں نہ پہنچے نہ تم ہائے محبوب
اسی پر ہے نقشِ کفِ پائے محبوب
قضا لیگئی تجھ کو اے ہائے ! محبوب
ابھی تو سفر کی نہ تھی رائے محبوب

یہ حسرت بھری نکلی تاریخ عالی
تمنا نہ نکلی تری ہائے محبوب

۴۰ ف ۱۳

دیگر قطعۂ تاریخ مصنفہ ایضاً

محبوب آج میرے پیارے رفیق بھائی
صورت میں سب سے بہتر سیرت میں سب سے بڑھکر
معلوم تھا نہ ہمکو وقت آئیگا تمہارا

گھر بھر کی روشنی تھے تم سے تھا اُجالا
محفل میں شمع جیسے گلشن میں جیسے لالا
بیوقت موت سے یوں ہی پڑیگا پالا

یوں دم دم میں چھائی کیں بند تم نے آنکھیں
موجود تھے لیکن کوئی نہ کام آیا
مرنے سے تیرے بیحال سب دوست ہو گئے ہیں

کیا زہر تھا مرض میں یا وہ سر گیا تھا کالا
قائم رہا نہ کوئی دم تیرا اثر دوا کا
مرنے کو تیرے ہیں مرنا ہے تیرا لالا

رو رو کے میں نے عالی تاریخ یہ نکالی
محبوب تو نے کیسا ہے موت مار ڈالا

۱۳ ھ ۵۰

تاریخ وفات طبعزاد جناب رائے نصیر و بشارت حسین صاحب فائق بلد مدرس سیٹھا مارد
کمشنر علاقہ سرکار عالیہ

یہ دل بیتاب کیوں ہے درد کیوں رہ رہ کے اٹھتا ہے
یہ کس کی یاد آئی - کس کے غم میں چشم پر نم ہے

در و دیوار پر یہ کس لیے حسرت برستی ہے
یہ سب مغموم کیوں ہیں سوگ کس کا کس کا ماتم ہے

وہ نورِ خانداں محبوب راجہ نام ہے جن کا
انھیں کی موت حسرتناک ہے اور باعثِ غم ہے
وہ شاعر تھے، وہ لائق تھے وہ تھے خیرِ مجسّم بھی
وہ تھے محبوب سب ہم سب کے - انھیں کا ذکر ہر دم ہے
غضب ہے ماں پہ ٹوٹا - بھائی غم سے سینہ بریاں ہیں
عزیزوں میں جسے دیکھو بنا تصویرِ ماتم ہے
غضب کا سین ہے معصوم بچے چھوٹے چھوٹے ہیں
خدا ہی صبر دے ان سب کو وہ راحم ہے ارحم ہے
یہ میں کیا لکھ رہا ہوں خواب ہے یا واقعہ سچّا
جنوں ہے، خبط ہے، تاریخ ہے، یا نوحۂ غم ہے
ندائے غیب قابلؔ صبر کا دل چیر کر آئی
سنِ رحلت یہی لکھ دو - غمِ محبوب ہر دم ہے

۱۳۵۲ - ۲ =

۱۳۵۰ ھ

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب رائے گریش صاحب صیغہ دار محکمہ نظم جمعیت صرفخاص مبارک

ظلم و ستم مہا ہو گیا تیرا مجھ سے اے بے رحم اجل
وہ کونسی ہستی ہے شاکی نہیں جو تیری
سارا نظام شمسی گردش میں رات دن ہے
بھاتی نہیں ہے تجھ کو یکجائی دو دلوں کی
باقی کے دو تھے فرزند کلیگ کے رام لچھمن
یک جان اور دو قالب دونو تھے یہ برادر
محبوب چھوٹے بھائی تھے اسم با مسمیٰ
ان کو جدا کیا تو افسوس ہائے افسوس
بوڑھا جوان بچہ ہوگا نہ اور یگانہ
ہے دخل کسکو تیری قدرت میں ہے تو مالک
مرحوم روح کو تو آنند دے خدایا
انسانی زندگی کا مقصد ہوئے حصول

دکھایا ہے تو نے غم کا اک آسمان سر پر
انس و جن و ملک تک سب کانپتے ہیں تھر تھر
ارض و خور و قمر تک سب کھا رہے ہیں چکر
خلقت ہوئی ہے تیری کیا اسلئے ستمگر
نرسنگھ راج اکبر محبوب راج اصغر
افسوس ہے یہ جوڑی بھائی نہ تجھ کو آخر
اخلاق کے تھے پتلے شیریں زبان سخنور
بھائی گئے خاندان سے سنسار جہاں سے آخر
جانکاہ واقعہ سے ہر ایک ہے متاثر
یہ امر ہے مسلم کرتا ہے سب تو بہتر
پس ماندگوں کو انکے اور صبر بھی عطا کر
محبوب اور باقی واصل ہوئے بالآخر

۱۳ ف ۴۰

قطعہ تاریخ طبعزاد برائے گردھر راج صاحب خلف مجبوب محبوب (اکبرائے راج بیکنٹھ باشی)

والد ماجد کا حیف سایہ سر سے اٹھ گیا	دل ہے پارہ پارہ غم سے اور سینہ چاک چاک
آگیا غم کے تلاطم میں میرا سفینۂ تن	ناخدائے کشتی آسودہ تھے محبوب پاک
	سمت ۱۹۸۸

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب مولوی ابوالاشرف حاجی محمد جہانگیر صاحب مجید آغائی ابوالعلائی معتمد رسالہ جناب سخن

کب رہی ہے ایک حالت پر ہوائے باغ دہر	آج کچھ ہے کل کچھ تھی کل اور ہی آج
شادمانی ہے کہیں اور ہے کہیں رنج و الم	ہے یہی قانون دنیا ہے یہی رسم و رواج
نوجواں ہو یا ہو بچہ یا ہو پیر ناتواں	متغیر رہتا ہے لیکن ایک حالت پر مزاج
آج تخت و تاج کے مالک ہیں کنج قبر میں	اور تخت و تاج کے مالک بنے ہیں تخت و تاج
کس سے درد اپنا کہیں کس سے کہیں اپنا الم	کس سے حال اپنا کہیں کس سے کہیں اپنا دکھ آج
مقتضائے نالۂ دل ہے با اینہمہ	کہہ دے حالا وفاتِ راجہ محبوب راج

ہوگئے بیمار وہ کچھ ایسے ہنستے بولتے
جو دوا تھی بے شفا تھی جو دعا تھی بے اثر
کیوں نہ ہو فکرِ درماں کیوں نہ ہوتی فکرِ درد
چارہ سازی میں تھے مصروف بھی تو کیا ہوا
ہائے ہونا تھا جو قسمت میں وہی ہو کر رہا
نوجوانی کا کریں ماتم کہ روئیں خلق کو
داغ دل پر دے گیا اک پیکرِ خلق و حلم کا
نام تجھ سے آج روشن جعفرِ باقی کا تھا
ہائے تیرے ذکر سے آتا تھا کل دل کو لطف
نام کل تک تھا جو زینت بخشِ اوراقِ خیال
تاریخ و الم کہہ دے سن فصلی مجید

دیکھتے ہی دیکھتے بس ایسا کچھ بگڑا مزاج
درد جو تھا لا دوا تھا جو مرض تھا لاعلاج
بھائی کو بھائی کی خاطر تھی بھائی کو بھائی کی لاج
چھوڑ کر آرام و راحت چھوڑ کر سب کام کاج
ٹوٹا بھائی کا جو بازو لٹ گیا رانی کا راج
اے اجل تو ہی بتا ہم کو کوئی تدبیر آج
تیرا کیا کہنا مرے بیکنٹھ باشی خوش مزاج
تو بھی تھا بزمِ ادب کا جگمگاتا اک سراج
آج تیرے نام سے ہوتا ہے دل کو اختلاج
آج فردِ رفتگانِ خاک میں ہے اندراج
شاعرِ کوکب شکوہ و نوجوانِ محبوب راج

۴۰ ف ۱۳

قطعۂ تاریخ طبع زاد عالیجناب مولوی سید مسعود علی صاحب رضا بی محوی

حیرت سے آسمان و زمین دیکھتا ہوں میں — اک دلنشین کو خاک نشین دیکھتا ہوں میں
کیا کھینچتا ہوں بارِ "الم" جبکہ ہر دم میں — محبوب آج تجھکو نہیں دیکھتا ہوں میں

۷۱ — ۱۳۴۰ ف = ۷۱ - ۱۴۱۱

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب سید اشو برد صاحب مضطر حیدرآبادی

قوم کا محبوب تھا محبوبِ حق وہ ہوگیا — دیکھتے ہیں ہم سب یہ عالم بقا کو وہ گیا
چھوڑکر عز و حشم خویش و اقارب اور سب — چلدیے محبوب تم سب جیتے کا تو ان پار گیا
مخزنِ اخلاق تھے اور معدنِ فہم و ذکا — یاد کرنے کیلئے یہ ذکر بس یاں رہگیا
رحلتِ محبوب کی تاریخ مضطر یوں لکھا — جو ہر شیریں کلامی خوب "یاں" رہگیا

۱۳۴۰ ف

قطعۂ تاریخ طبعزاد جناب مولوی محمد مظفر حسین صاحب سلمہ مظفر

مؤرخ و زمیندار شاہ آباد مصنف بہارستانِ سخن و چمنستانِ مظفر وغیرہ وغیرہ

مجمع اوصاف و خوبی مصدرِ لطف و کرم — نیک سیرت پاک صورت وضعدار و خوش مزاج

انکے دم سے روشنی تھی عالم اخلاق میں	نیر برج شرافت بزم رفعت کے سراج
نوجوانی میں سدھارے دفعتہً دنیا سے وہ	دل پکڑ کے رہ گئے احباب انکے ہائے آج
آپ کی اولاد یارب پھولے پھلے دہر میں	اور لیاقت سے کرے ایک ایک اپنا کام کاج
فکر گر تاریخ کی لاحق منور ہے یہ لکھ	صاحب اخلاق لائق چل بسے محبوب راج

۴۰ ف ۱۳

۱ فوق

تاریخ طبعزاد جناب رائے بشیشور پرشاد صاحب منور سکسینہ خلف و فادار رائے پرشاد
مرحوم ساکن نوبستہ شہر لکھنو حال وارد دہلی

مغفور نسبی راجہ باقی کے پور اصغر	دنیا میں تھے جو کل تک دنیا سے آج اٹھے ہائے
لکھدے یہ منور تاریخ سال فصلی	دار الفنا سے راجہ محبوب راج اٹھے ہائے

۴۰ ۱۳ ف

تاریخ طبعزاد جناب تمام التحیا مولانا مولوی حضرت سید محمد مہدی بادشاہ صاحب قادری
حسنی الحسینی کلاہ پوش زرین حیدرآبادی

کہہ رہے ہیں جاننے والے ہوا کیا ہائے آج
گم اچانک ہو گیا پس ملند گو تھے کل تاج

وہ ہائے افسوس صد افسوس کا ہی سنا احوال
موت آ پہنچی کہ تھے نو یہ جوان محبوب راج

۱۳ ھ ۵۰

شعر تاریخی

ہو رہا ہے سب عزیزوں کے دلوں میں اختلاج
دیکھتے ہی دیکھتے دم میں گیا محبوب راج

۱۳ ھ ۵۰

تاریخ ممر جناب رائے مہندر راج صاحب حیدرآبادی خلف اصغر رائے کشن لال صاحب مرحوم

آہ محبوب راجہ نے داغ دیا

۱۳ ھ ۵۰

قطعۂ تاریخ از نتائج فکر جناب پنڈت بشیشور راؤ صاحب کوتر المتخلص بہ نصرت

اے فلک تو نے یہ کی ہے کس طرح ہم سے دغا
کر دیا محبوب کو کیوں دائماً ہم سے جدا

صفحۂ ہستی پہ ظالم! کیا وہ تھے حرفِ غلط؟
یوں مٹانے سے بھلا اب تجھ کو کیا حاصل ہوا

معدنِ لطف و وفا و مصدرِ اوصاف تھے
ہائے قسمت آج اُنکے غم میں ہے آہ و بکا

کیا بگاڑا تھا ترا، اے گردشِ دورانِ چرخ
ہم سے ظالم! تو نے بدلا ہائے کس دن کا لیا

دیکھتے ہی رہ گئے اب ہا! وہ روشن چراغ
کیا ستم ہے اے خدا! بادِ فنا سے بجھ گیا

دوپہر تھی دن کی جب چھوڑا سرا دہر کو
روز تھا گرُوار کا، اور ماہ تھا بھادوں کا

شکؔ جو نکلا فکرِ نصرت سے کہوں تاریخ میں
تھا تو راجہ بھی ولے ہر اک کا بس محبوب تھا

۱۸ ۵۳ شکے

از فکر عالی جناب معلی القاب مولانا مولوی سید علی حیدر صاحب نواب حیدر یار جنگ بہادر طباطبائی المتخلص بہ نظم

کیا ہو گئے ہائے راجہ محبوب
کیونکر غم جاں گسل نہ ہو نظم
مضطر ہیں فراق میں یوں تیرے
شاگرد عزیز تھے وہ میرے

طبع زاد ابو المعالی جناب مولوی سید محمد صاحب وصی صاحب صیغہ دار عدالت العالیہ

مرگ شباب ہائے قیامت سے کم نہیں
سال وفات یہ سن فصلی میں ہے وصی
ہر ایک محو نالہ و آہ و فغاں ہے آج
محبوب راجا کا مرے بیکنٹھ میں ہے راج

۸۰ ف ۱۳

طبع زاد جناب ہمسر صاحب حیدرآبادی تلمیذ حضرت راجہ باقی مرحوم

کیا ریاض زندگی میں آ گئی باد خزاں
ہر طرف آثار یاس کے ہیں چھائے ہوئے
نغمہ سنجان چمن میں آج ہر سو حوا
پھول مرجھائے ہوئے غنچے ہیں کمھلائے ہوئے

آج کس کے سوگ میں ہیں چشم اہل وطن
کس کی خاطر گوشۂ پہلو میں آج ہے نعرہ زن

کیوں ہوا تاریک نظروں میں زمین و آسمان
ہو گیا خورشید پنہاں آج آنکھوں سے نہاں

پنجشنبہ بست و ششم دن تھے گیارہ بجے
گیا ربیع الثانی میں محبوب رخصت ہو گئے

فکر دنیا سے کوئی بے فکر ہوتا ہے یہاں
رات کا جاگا ہوا دو بجے بھی سوتا نہیں

مہر صفا جز یاد گرد ہر جنت و شوشہ نام ہے
اور چھ دختر رکھے بھگوان سب تو شاد کام

لائق و فائق تھی وہ صفا جنت علم و ہنر
تھی راجہ باقی مرحوم کے چھوٹے پسر

قوت بازو تھے یہ سنگھ راجہ یقیں
رہتے تھے یہ دو برادر اک جگہ تھے نشین

سلسلہ مرحوم کا ملتا ہے راجہ رام سے
کیسے باقی ہے بچا اس گردش ایام سے

سال رحلت لکھدے ہمدم کیوں ہے آشفتہ مزاج
نوجواں شاعر حسین محسن معز محبوب راج

١٣٥٠ھ

اظہار غم

مصنفہ جناب ہرمز جی صاحب برنا جاترا کیشو گیری

کیا سبب آج اے دل ناکام
سوگوار اہل جاترا ہیں تمام

آ مرے غمگسار سامنے آ
تجھ سے ہے ایک مشورہ لینا

کس سے پوچھوں صلاح تو ہی بتا
کون ہے ہمخیال تیرے سوا

راز یہ کان دھر کے سن لینا
غم کے گلشن سے پھول چن لینا

ایک گنجینہ تھا کہ تھا معمور
پر فضا پر تجلّی و پر نور

اک چمن تھا ہرا بھرا گویا
نہ خزاں کا تھا جسکو ہاتھ لگا

باغباں نے بنا کے گلدستہ
کر دیا مثل راز سربستہ

آخر کار وقت آ ہی گیا
فلک فتنہ گر نہ دیکھ سکا

غالباً آپ نے نہیں سمجھا
سوچتے تو سمجھ میں آجاتا

نارِ غم مشتعل ہے ہر دل میں
نہیں محبوب راج محفل میں

ہائے اے گردش زمانہ ہائے
کون کب تک کہے فسانہ ہائے

کام بگڑا ہوا سنوارے کون
جانے والے کو اب پکارے کون

بیکسی کی زبان حال ہوں اب
ہمہ تن صورت ملال ہوں اب

صدمے کب تک سہا کرے کوئی
ہاتھ کب تک ملا کرے کوئی

ابھی دنیا میں کام باقی تھے
سینکڑوں انتظام باقی تھے

رنگ و بو ہو کے اڑ گیا بالکل — اب نہ گلدستہ ہے نہ کوئی گل
شاعر بے مثال کیا کہنا — میرے نازک خیال کیا کہنا
دل ہی جسکا مزا اٹھاتا تھا — شور تحسین لبوں تک آتا تھا
خلق ایسا کہ خلق سے تھا ملاپ — بھائی نرسنگھ راج کے تھے آپ
وہ بھی کیا وقت کیا زمانہ تھا — کس کو معلوم کیا فسانہ تھا
ہر طرح کا علاج تھا جاری — تھی مگر اور مرضی باری
جان لینے کی تھی یہ بیماری — زندگی جس سے ہو گئی بھاری
ایشور سے دعا ہے صبح و شام — رشتہ دارونکو شانتی ہو مدام
ہو نصیب آپکو جو ہو مرغوب — شاد بیکنٹھ میں رہیں محبوب

(یہ تواریخ دیر سے وصول ہونیکی وجہ بعد میں شریک ہوئی ہیں)

قطعہ تاریخ طبعزاد جناب مولوی بدر مرزا صاحب المتخلص بہ بیگم

با مروت قدرداں عالی نسب والا ہمم — رنج دیکر سب عزیزونکو گئے دنیا سے آج
مصرع تاریخ یوں بیگم نے فصلی میں کہا — ہو گئے سنسار سے بیکنٹھ میں محبوب راج

۱۳ ف ۱ھ

قطعہ تاریخ ایضاً

دوست احباب تمام مضطر الحال ہیں | کہتے ہیں محبوب راج چھٹ گئے ہم سب سے آج
مصرع تاریخ یہ آہ جو نکلی کہا | وہ ہوئے بیکنٹھ باشی چھوڑ کے دنیا کا راج

۱۳۵۶ - ۶ = ۱۳۵۰ھ

ہائے بھائی

کیا بھائی اور پیارا بھائی یہ جدا جدا الفاظ ہیں نہیں نہیں۔ لفظ بھائی سب میں ہے اور وہی محبوب ہے۔ کیا یہ وہی نام ہے جو برسوں تک زبان سے نکلکر میرے کانوں میں گونجتا رہا۔ کیا یہ وہی لفظ ہے جو سالہا سال تک کانوں ہی نے نہیں سنا بلکہ آنکھوں نے بھی اس محبوب صورت اور سیرت کو دیکھا کیا۔ مگر ہائے اس پیاری اور مقبول صورت کو دل بھر کر نہ دیکھا نہ کبھی دیکھکر یہ سمجھا کہ وہ اس قدر جلد دیکھتے دیکھتے نظروں سے اوجھل ہو جائیگی ع روئے گل سیر ندیدیم و بہار آخر شد
لفظ محبوب کتنا پیارا ہے اسمیں کیا شان محبوبیت ہے۔ ایسے بھائی اور محبوب بھائی کی ہر بات ہر فعل دلکو بھاتا ہے۔ ہائے ایسا بھائی اب کبھی نہیں

دنیا میں موجود ہوگا جو میرے بچھڑے ہوئے بھائی کی یاد دلائے۔ اور اُسکے بیش بہا بے نظیر اور بے بدل اوصاف سے بھائی بننے کا مستحق کہلائے بھائی محبوب راجہ تم کہاں گئے۔ کیا واقعی تم عارضی طور پر گئے ہو یا بدائمی مفارقت کا داغ دیگئے۔ میرا دل نہیں مانتا کہ تم نے دائمی داغ دیا ہو تمہاری محبت میں کہاں تک صداقت تھی یہ میں زبان سے کہنا یا قلم سے لکھنا نہیں چاہتا۔ میرا دل جانتا ہے اور دین و ایمان۔ واقعی تم "برادر عزیز از جان" تھے ایسے برادر حقیقی نہ تھے جنکی شان میں بدقسمت بھائی "دشمن حقیقی" کے حقیر لقب سے ملقب کیا کرتے ہیں تم محبت کی اصلی اور بولتی تصویر تھے جسکی تصویر سے قلب کی حالت بدل جاتی ہے۔ تم میرے حکم و اشارہ کو اپنی تقدیر سمجھتے تھے۔ تم نے عمر بھر میں کبھی میری کسی بات کو نہ ٹالا۔ کبھی مجھ سے ایک لمحہ کے لئے بھی ناخوش نہوئے۔ تمہاری سچی برادرانہ محبت اب کہاں دیکھوں۔ کون دکھائیگا۔ کس جگہ جاؤں اور ڈھونڈوں۔ کون سنائے گا۔ دل مسوستا ہے۔ کلیجہ پاش پاش ہوتا ہے جب تمھاری یاد آتی ہے۔ میں بے قابو اور بے اختیار ہوکر یہ چیز الاپتا

اور گھنٹوں روتا رہتا ہوں جب تمہاری محبوب صورت خیالی
نظروں کے سامنے پھرنے لگتی ہے۔ "بھائی بنا گھر سونا رے"
ہائے بھائی! اچھے بھائی! پریمی بھائی، کیا اِسی دن کے لئے محبت کی تھی کیا
محبت کا یہی انجام ہونا تھا کہ دم کے دم میں تم مجھسے بچھڑ جاؤ۔ کیا محبت
ایسی بُری بلا ہے کہ ہر اِس کا گاہک تڑپ تڑپ کر جان دے۔ کیا اِسی
لذت پر عاشقان خدا قربان ہوتے ہیں۔ کیا یہی وہ منزل ہے جو جان
کی بھینٹ لیکر اپنا دیدار اور قرب میسر کراتی ہے۔ کیا اسی کا نام عشق ہے
اور محبت ہے۔ محبت و عشق حقیقی ہی مستحکم سہی مگر جب دنیوی محبت میں
یہ غمگساری اور دلگداز مراحل ہیں تو اس کا حال خدا ہی جانے اس لئے
ہندی کا مشہور و ممتاز شاعر کہتا ہے۔

پریم پیالا جو پئے سیس دکشنا دے
لوبھی سیس نہ دے سکے نام پریم کا لے

سنت کبیر داس جی

ترجمہ

محبت کا پیالا جو پئے اُس کو سر کی بھینٹ چڑھانی ہوتی ہے۔ دنیوی حرص و آز

کا بندہ نہیں دیکھتا صرف پریم و محبت کا نام لیا کرتا ہے۔ وفادار بھائی تم نے جو ایک دفعہ یہ کہا تھا کہ "میرے سامنے اسلئے مر و گے کہ میرا مرنا نہ دیکھو" وہ کر دکھایا۔ تم بات کے دھنی تھے۔ تم نے جو زبان سے کہا تھا اُسے پورا کر ہی دکھایا۔ مگر مجھے کیوں تنہا زندہ چھوڑا۔ انتہائے وفاداری و محبت میں یہ عمل کیا۔ ہائے بے وقت منہ موڑنے میں کیوں جلدی کی مجھے سنہ ۳۲ ف کے اِس واقعہ عظیم کی خوب یاد ہے جو میری شریک زندگی کی وفات نے مجھے ترک دنیا ولباس پر آمادہ کر دیا تھا اگر وہ تمھاری ہی محبت برادرانہ تھی جو گھر میں محبت کی زنجیروں میں باندھکر آزادی کے میدان میں قدم بڑھانے سے نہ روکتی تو آج یہ روز بد دیکھنا کیوں نصیب ہوتا جو بھائی اپنے ایسے پرستار محبت بھائی کا فراق و صدمہ سہے اور اپنی آنکھوں یہ انجام دیکھے وہ جیتے جی جلجائے تو بڑا نہیں۔ وہ زندہ دفن کر دیا جائے تو اچھا ہے۔ اس کے تڑپتے والے دِل کو ذبح کرکے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے تو ثواب ہے۔ اس کو عمر بھر کے اضطراب و بے چینی سے بچانے کے لئے اُس کا فوراً خاتمہ کر دیا جائے تو ہرج نہیں۔ بھائی تم ہی تو تھے جو سنہ ۱۲ ہجری میں

پیدا ہو کر میرا ساتھ بچپن کے کھیل کود میں دیا۔ مڈل کی مدرسہ عالیہ و گورنمنٹ ہائی اسکول میں تعلیم پائی۔ پنجاب میٹرک میں شریک ہوئے ملازمت اختیار کرنے کے قبل زراعت کیجانب راغب ہو کر اپنی اس اَن تھک محنت اور کوشش کا عملی ثبوت دیا۔ صبح کے چار بجے سے جورات کے (۱۲) بجے تک عام مزارعین کیطرح مصروف بکار رہتے تھے اسکے بعد صنعت و حرفت کی طرف رجوع کی اور کارخانہ صنایع دکن قایم کرکے اس کو بے انتہا فروغ دیا۔ اور اپنے ہاتھوں پارچہ باقی کی نئے قسم کے ڈزائین (نمونے) وضع کئے اور "جاترائے کیشوگیری" میں سب سے پہلے مصنوعات ملکی کی ابتدا کی اور پھر "جاترائے الوال" میں ایک عالیشان نمایش کے مہتمم منتخب ہو کر اپنی قابلیت و مذاق خداداد و حسن انتظام کے باعث بے حد مقبول عام و خاص ہوئے چنانچہ عالیجناب معلے القاب راجایان راجہ سر کشن پرشاد مہاراجہ بہادر یمین السلطنۃ دام اقبالہ نے اس کو نظر پسندیدگی سے ملاحظہ فرمایا اور خود حضرت جہاں پناہی ظل سبحانی حضور پرنور بندگانعالی متعالی مدظلہ العالی نے بہ نفس نفیس قدم رنجہ فرما کر اظہار خوشنودی فرمایا۔ متعدد

یوروپین و ملکی عہدہ داروں نے اسکی بیحد ستایش کی میرے ہی اصرار
پر تم نے ملک و مالک کی خدمت پر کمر باندھی اور ۱۶ امرداد ۱۳۲۴ف میں
اولاً بابِ حکومت اور ۱۴ اردی بہشت ۱۳۲۵ف میں سررشتہ کروڑگیری
میں بوجہ فارغ الامتحان اور موعود الخدمت ہستی ہونے کے خدمت اختیار کی
یہاں ہر ایک سے تم نے ایسا اچھا اور شریفانہ سلوک و برتاؤ کیا جس کی
وجہ سے بوڑھے سے لیکر کم عمر تک اور منشی سے لیکر ملازم جوان تک تمہاری
یاد کرتے اور تمہارے اوصاف پر آنسو بہاتے ہیں۔ آبائی خدمات کے
سلسلہ میں تم سررشتہ دار جمعیت صرفخاص مبارک تھے اور سررشتہ دارو
پیشکار احشام قلعہ ظفر گڈھ واقع ضلع ورنگل و منصبداروں میں تحصیل خاندانی
سلسلہ سے شرکت کا اعزاز تھا تم نے اپنے مالک کی بہی خواہی کو فرض عین
سمجھا اپنے آقا کی شان اور تعظیم میں یوں مدح سرائی کی۔

راحت نصیب ہوگی نہ محبوب کیوں ہے تجھے
عثمان سا بادشاہ دکن حکمراں ہے اب

ایضاً

محبوب حکومت یہ امارت یہ تجمل	زیبا شہ عثمان علیخاں کیلئے ہے

اسی کے ساتھ کایستھ سبھا کے سکرٹری منتخب ہو کر قومی خدمات نہایت آب و تاب سے انجام دیں بہت سی اصلاحیں کیں۔ اتفاق اتحاد میں جدّ و جہد کوشش کی۔ کایستھ پاٹھ شالہ اور کایستھ مضبداروں کی انجمن اتحاد باہمی کے عرصہ تک رکن انتظامی رہے۔ قوم کی نسبت تمھارا یہ خیال تھا

شعر مرقوم

قوم کے شیدا ہوا اور قوم ہی پر جاں دو ۔۔۔ کچھ نہ کچھ آثار چھوڑ جاؤ اپنے نام کے لئے

عالیجناب معلی القاب سر مہاراجہ یمین السلطنت بہادر شاد دام اقبالہ کے فیض صحبت نے تمھارے آبائی اور پشتینی مذاق شاعری میں سلسلہ جنبانی کی ابتدا ًحضرت شاد دام اقبالہ کی شاگردی کا شرف حاصل کیا اور پھر حسب ہدایت و ارشاد عالیجناب ممدوح حضرت مولانا مولوی حافظ جلیل حسن نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل کے حلقہ شاگردی میں شرکت کا فخر حاصل کیا۔ تم مہاراج کی ذات والا صفات سے دلی عقیدت و محبت رکھتے تھے۔ تمھارے اشعار اسکے گواہ ہیں۔

اب قدر سخن کیا ہو پرسا ہی نہیں کوئی ۔۔۔ شاعر کا سہارا بس شاد کا ایوان ہے

گذارے ہیں جس لطف سے شادؔ نے دن ۔۔۔ نہ گزرے گا ایسا زمانہ کسی کا

خدا شادؔ کو رکھے شاداں و فرحاں ۔۔۔ نہیں ایسا اچھا زمانہ کسی کا

دکن کو تفاخر ہو کیونکر نہ اپنے صدر اعظم پر ۔۔۔ بنے ہیں سیکڑوں مفلس تونگر شادؔ کے گھر سے

تم ہمیشہ اپنے استاد کے مداح اور ثنا خواں رہے ۔ انکی خدمت اور ادب کو باعث سعادت سمجھا ۔ تمہارے اشعار سے اسکا ثبوت ملتا ہے

کیا ہو محبوبؔ قلم مدحت استاد جلیل ۔۔۔ چند ہی دن میں لگی خوب طبیعت میری

کیوں نہو محبوبؔ کا مقبول اور پسند کلام ۔۔۔ ہے خدا بھی مہرباں اور مہرباں استاد بھی

دیوڑہی عالیجناب سر مہاراجہ صدر اعظم بہادر کے ہر مشاعرہ خاص میں غزل کہنے کا سلسلہ برابر جاری رکھا اور مرنے کے چند دن قبل جو غزل لکھی اسمیں ایسے اثر انداز اور پر درد اشعار لکھے کہ غزل کے ہر شعر پر صدائے آفریں و تحسین بلند ہوئی ۔ تمہارا کلام دوست و اعزا کو جو بعد طبع پیش ہوگا وہ بقول تمہارے تمہاری یاد دلانے اور رلانے کے لئے کافی ہے اور تمہارے شناساؤں کے تڑپانے کے لئے بہت کچھ ہے ۔

نہیں گر دولت و حشمت تو اے محبوبؔ جانے دو ۔۔۔ جہاں میں سب کو یاد اپنی دلائیگا سخن اپنا

تم گھوڑے کی سواری خوب جانتے تھے تو موٹر رانی میں بھی خاصہ ملکہ تھا کشتی بوٹ سے خوب واقف تھے تو بندوق چلانے میں بھی خاصی مشاق تھی اور تیرنے میں بھی اچھا دخل تھا۔ کھانا پکانے میں ممبصر تھے تو کھلانے کا بھی خاص نداق تھا۔ تم خودداری کے دلدادہ تھے اور خوشامد سے ہمیشہ نفرت کیا کرتے تھے۔

عجب غیور طبیعت ہی تیری اے محبوبؔ کسی کی تجھ کو خوشامد ذرا نہیں آتی

بزرگانِ دین کی اطاعت اور خدمت کو باعث برکات و ثواب سمجھتے تھے۔ صرف ذاتی تجربہ اور معلومات کی بناء پر کسی پر اعتقاد لانا از بس ضروری اور کافی خیال کرتے تھے۔ تمہارے دوست تمہارے دلدادہ تھے تو عزیز بھی فدائی اور غمگسار۔ تمہارا ہنسمکھ چہرہ ابھی تک ہر ایک کی یاد میں ہے اور سب اسی خوش مزاجی اور زندہ دلی کو یاد کرکے تڑپتے ہیں مکرمہ معظمہ عالیجنابہ والدہ صاحبہ قبلہ اور بزرگ عزیزوں کی خدمت اور تعظیم میں تمنے کوئی کسر نہ اٹھار کھی۔ تم کو اپنے والد بزرگوار راجہ گردھاری پرشاد محبوب نواز ونت باقی پر بجا فخر و ناز تھا اور ہمیشہ اسکا پاس و لحاظ کرتے تھے

محبوب جسقدر بھی کرو ناز ہے بجا تم اُس کی یادگار ہو جو نام کر گئے

تم ہمیشہ اپنے بچوں کو یہ تلقین و ہدایت کرتے رہے کہ وہ ہر کام میں اولاً میری اجازت کو مثل اپنی ذات کے حاصل کریں۔ تم نے میرا وہ ادب کیا کہ آج کوئی لڑکا اپنے باپ کا نہیں کرتا۔ تم نے بھائی کی سچی محبت اور اُسکے اصلی جذبات کو مکمل کرکے دکھلایا جو آجکل بالکل کمیاب ورنا در ہیں خصوصاً ایسے زمانے میں جبکہ برادرانہ محبت کا قحط الرجال ہے اور حقیقی بھائی پن مفقود ہوتا جاتا ہے۔ خودغرضی پر سب محبتیں اور الفتیں نثار ہو رہی ہیں اے بھائی ایسی مثال کا قائم کرنا یہ تمہارا ہی کام تھا۔ تم نے ایسی انوکھی نظیر قائم کی کہ لوگ محبتیں "کلجگی لچھمن" سے تشبیہ دینے لگے اور متعدد خاندان تمھاری نظیر لیکر اپنے بھائیوں کو تلقین کرتے ہیں تم میں یہ صفات کیوں نہ ہو تے کہ تمھارا نام اُس پاکیزہ اور مقدس وجود با برکات کا رکھا ہوا تھا کہ جسکو آجتک دنیا محبوب کہتی ہے اور جس کے پوجنے سے ہر مذہب و ملت کے افراد تسکین پاتے ہیں وہ آصفجاہ سادس حضرت غفرانمکاں علیہ الرحمتہ کی ذات ستودہ صفات تھی۔ تم نیکیوں کے نمونے تھے کہ مرتے دم بھی نام خدا کا ورد کیا

اور اپنے عزیزوں سے وفات کے دو دن پہلے تقاضائے پیہم کرکے ڈیڑھ دو گھنٹہ تک ورد کرایا - تم نے زمانۂ علالت کی دونوں ملاقاتوں میں عالیجناب معلی القاب راجہ راجایان سرکشن پرشاد مہاراجہ یمین السلطنہ پیشکار وصدر اعظم بہادر دام اقبالہٗ سے دنیا کی بے ثباتی زندگی سے بے خواہشی اور مالک حقیقی سے لو لگانے کے خیالات کو نہایت استقلال اور صفائی سے ظاہر کیا - حالانکہ اُس وقت تنفس زیادہ تھا - دم پھولتا تھا - دم نے آخر دم تک چین لینے نہ دیا - نہ ہی دل بھر کر بات کرنے کی مہلت دی مگر تم کو جو کچھ کہنا تھا تم نے ۴ آبان ۱۳۲۴ف پنجشنبہ کے دس بجے دن تک کہدیا اور یہ کہتے ہوئے آنکھیں بند کرلیں -

چل کوچ کا آیا ہے وقت ۱۲ | سری رام کہہ سری رام کہہ

تو جو شمع ہے تو پروانہ بنا ہوں میں بھی | اُف نہ نکلیگی میں جل جل کے مرجاؤنگا

تصویر یار آنکھ میں ہو وقت مرگ بھی | زاہد ہمارے حق میں تم ایسی دعا کرو

مکاں میں چھوڑ کے جاتا ہوں لامکاں کی طرف | ہے قصد جانے کا معبود دو جہاں کی طرف

محبوب بھی جاکے تو پروا نہیں مگر | تا زیست یا الٰہی وہ بے آبرو نہو

میرے دل کی اگر ہے آرزو یارب تو اتنی ہے
کہ نیک انجام ہو خوبی سے میری زندگی کا

تمہارے خیالات اور سچے جذبات کا اس سے پورا پتہ چلتا ہے

بجز رضا کوئی پتہ بھی ہل نہیں سکتا
بغیر حکم کسی کی قضا نہیں آتی

یہی ہے ریاضت یہی ہے طریقت
نہ محجوب تم دل دکھانا کسی کا

تمہاری تعریف عمر بھر بھی کی جائے تو کم ہے اور اس کی تفصیل کیلئے ایک دفتر کا دفتر چاہیئے۔

عمر جتنی ہے مری وہ نہیں کافی کچھ بھی
جتنے انفاس ہیں توصیف میں قاصر ہیں ترے

ایک ستم رسیدہ اور حقیقی بھائی سے بچھڑا ہوا بد قسمت بھائی

نرسنگھ راج

شکریہ

مرحوم برادر عزیز کے تواریخ وفات کہنے میں بزرگانہ اور پرمحبت ہمدردی کا جن جن حضرات نے اظہار فرمایا ہے اُس کا میں تہِ دل سے شکریہ عرض کرتا ہوں۔

تواریخ کے دیر سے وصول ہونے اور مالکِ مطبع کی علالت وغیرہ کے باعث یہ کتاب خلافِ توقع دیر میں پیش ہو رہی ہے۔

نرسنگھ راج

داخلہ نمبر	۳۲۰۶۹
فن نمبر	ح / ۲۱۵

مطبوعہ

تاج پریس

حیدرآباد دکن